غیر مقلدین کی ننگے سر نماز

تصنیف لطیف

[illegible]

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

غیر مقلدین کی ننگے سر نماز

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

پیش لفظ

چند سال پہلے کی بات ہے کہ بزرگوں، اُستاذوں اور علماء کے سامنے ننگے سر جانا سخت بے ادبی سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں کا کہ جب سے اُنہوں نے مغربیت کے ماحول کو رواج دیا ہے ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنتیں رخصت ہورہی ہیں۔ اب ننگا سر رہنا تہذیب اور سر ڈھانپنے اور پگڑی باندھنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے پھر جدید مذاہب کے افراد اپنی بھرتی بڑھانے کی خاطر مغربیت زدہ لوگوں کو اُنکی منشاء کے مطابق مسئلے گھڑ دیتے ہیں تاکہ یہ لوگ اُن کے جال میں پھنس جائیں۔ کچھ یہی کیفیت آج کل ننگے سر نماز پڑھنے کی ہے کہ اِدھر تو پگڑی باندھنے کی سُنّت ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی یہاں تک کہ علماء و مشائخ تک نے پگڑی جیسی مقدس سُنّت کو خیر باد فرما کر انگریزی اور ہندوی وضع کی ٹوپیاں سر پر رکھ چھوڑی ہیں۔ اُدھر مغرب کے مسحور حضرات پگڑی کی مذاقیں اُڑاتے ہیں۔ اس صورتِ حال سے غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) نے ناجائز فائدہ اُٹھالیا کہ نماز جیسی مقدس ہیئت میں پگڑی اُتار ڈالی اور ننگے سر نماز کا رواج عام کردیا جس سے مغربیت زدہ نمازیوں کو سہولت مل گئی بارہا فقیر کو اس مسئلہ کی وضاحت کا ارادہ ہوا لیکن فرصت کب؟ حکیم خلیل احمد صاحب (جہانیاں) کا استفتار تشریف لایا اور ساتھ ہی تاکید تھی کہ جواب جلد بھیجنا۔ مخلص دوست کے تقاضا پر وقت نکال کر مختصر سا رسالہ مرتب کیا۔ اور اُنہیں بھیج کر مشورہ دیا کہ اِسے چھاپ کر عام کیا جائے تاکہ عوام نماز کے فیوضات و برکات سے بہرہ ور ہوسکیں۔ چنانچہ موصوف نے اس پر عمل فرمایا اور پہلا ایڈیشن عام شائع ہوا۔ اب نظرِ ثانی سے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب حکیم صاحب کی طرح اس رسالے کی اشاعت کریں اور زیادہ سے زیادہ کاپیاں منگوا کر عوام میں مفت تقسیم کریں تو بہتوں کا بھلا ہو۔

فقیر کے رسالہ ہٰذا کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ اہل علم و فہم نے اِسے سراہا عمامہ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا مژدہ بہار سُنایا۔ لیکن کسی نے غیر مقلدین کا ایک مطبوعہ رسالہ ننگے سر نماز ارسال کیا۔ اس میں غیر مقلدین کے چند مولویوں کی تحریریں تھیں۔ جس میں دلائل کیا تھے۔ بس وہ پرانی عادت کہ عمامہ والی احادیث ضعیف ہیں اور حضور نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے فلاں فلاں صحابی نے ننگے سر نماز پڑھی۔ لہٰذا ننگے سر نماز پڑھنی چاہیے۔ وغیرہ۔ فقیر نے وضاحت کے طور تتمہ لگا کر اضافہ کردیا۔

فقیر قادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار شب ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

اِستفتاء

جناب شیخ القرآن ابوالصالح مولانا فیض احمد صاحب اُویسی دامت برکاتہم العالیہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں ننگے سر نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی رو جواب عنایت فرمائیں اور پگڑی باندھ کر نماز پڑھنے کی حدیثیں بیان فرمائیں۔ السائل خلیل احمد نقشبندی (جہانیاں)

الجواب

الحمدالله الصمد الاحد و الصلوة و السلام علیٰ حبینا اسمه احمد وعلےٰ آله و اصحابه اجمعین

تمہید امابعد! ہم سب جانتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ سے لے کر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم خیر القرون سے لے کر سوائے غیر مقلدین کے نماز جیسی اہم عبادت کو ننگے سر کبھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی ننگے سر نماز ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا بلکہ ہمیشہ پگڑی باندھ کر نماز پڑھی اور پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنے کے بڑے بڑے فضائل و درجات بیان فرمائے۔

فضائلِ نماز باعمامہ

حدیث:۱۔ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ ان الله عزّوَجلّ وملائکته یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعته

یعنی بیشک اللہ عزوجل اور اسکے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر)

حدیث:۲۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول الله ﷺ یقول صلوة تطوع او فریضة بعمامته تعدل خمساد عشرین صلوة بلا عمامته وجمعته بعمامة تعدل سبعین جمعه بلا عمامة

یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعے بے عمامہ کے ہمسر ہے۔ (رواہ ابن عساکر والدیلمی وابن النجار)

حدیث:۳۔ عن انس رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ الصلوة فی العمامة تعدل بعشرة الا لحسنة

یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ (رواہ الدیلمی)

حدیث:۲- عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعتہ بلا عمامۃ

یعنی عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر نمازوں سے افضل ہیں۔ (مسند الفردوس)

عباراتِ فقہائے کرام فقہائے کرام نے سر سے ننگے ہو کر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔

۱۔ دُرِ مختار ص ۱۵۱، ج ۱ میں مکروہات الصلوٰۃ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں (وصلوتہ حاسرا) ای کاشفاً راسہ للتکاسل۔

فائدہ ایک حوالہ ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کسی فقیہ کو اختلاف نہیں۔

ننگا سر کس کا ننگا ہو کر دو گروہ نماز ادا کرتے ہیں:۔ ۱۔ مغربیت زدہ منکرین حدیث۔ اُن سے ہماری گفتگو بھی بے سود ہے کیونکہ وہ تو اُلٹا دین سے ٹھٹھا تخول کرتے ہیں۔ ۲۔ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں اُن میں اگر انصاف ہے تو مندرجہ ذیل مضمون کو غور سے پڑھیں۔

(۱) نماز میں سر پر پگڑی باندھنے کی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں شک صرف ضدی کرے گا یا جاہل اور نبی اکرم ﷺ کی سُنّیہ مواظبہ (دائمی) کا خلاف یقیناً مکروہ ہے چنانچہ بحر الرائق ص ۳۳، ج ۲ میں ہے۔ "وصلہ ان السنۃ اذا کانت موکدۃ قریۃ لا یبعدان یکون ترکھا مکروھا کراھۃ تحریم" اس قانون کے مطابق بھی سر سے ننگے نماز کی ادائیگی مکروہ ٹھہرے گی۔

(۲) ایک آدھ دفعہ اگر حضور ﷺ نے کیا ہے تو وہ صرف جواز کے لئے تھا تا کہ اُمت کے کسی غریب کو اگر پگڑی نہ ملے تو اُس کی نماز کو بھی بارگاہِ نبوت کا دامن نصیب ہو۔ (جیسے کہ حضور علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی) مثلاً آپ ﷺ نے پاک جوتا پہن کر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک بچی کو مونڈھے پہ بٹھلا کر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھائی ہے اب وہابیوں غیر مقلدوں کو چاہیے کہ ہمیشہ ہی جوتا پہن کر نماز پڑھا کریں۔ بچیوں کو مونڈھے پر بٹھلا کر نماز ادا کریں۔ چادر قمیص یا سلوار قمیص وغیرہ کے بجائے صرف ایک تہبند باندھ کر نماز پڑھیں' جواز کی صورت تو یہی ہے کہ کسی غریب کو پگڑی یا رومال ٹوپی وغیرہ دستیاب نہیں تو وہ پڑھ لے لیکن آج کل کون سا بد نصیب انسان ہے جس کے گھر میں جوڑے کپڑوں کے نہ ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ پگڑی باندھنے کا شعار ختم ہو گیا ہے لیکن غربت کی وجہ سے تو پگڑی یا رومال ٹوپی وغیرہ نہیں ملتی۔ بلکہ عیسائیت کی دیکھا دیکھی یا غیر مقلدین وہابیوں کی طرح کہ پگڑیاں و رومال پاؤں میں پڑی ہیں اور وہ سر سے ننگے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔

(۳) جس زمانے میں سنّتِ مصطفی ﷺ کو اُمت بالکل ترک کردے اُس وقت سنّتِ مصطفی ﷺ کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے۔اب علماء ومشائخ وعوام کے سروں سے پگڑی اُتر چکی ہے۔(الا ماشاء اللہ) بجائے اس کے کہ وہابیوں غیر مقلدوں کو ہمارے ساتھ مل کر پگڑی کی اہمیت بیان کریں۔نماز کی ادائیگی میں سختی سے اس عمل کے کاربند بنیں نہ کہ الٹا سنّتِ مصطفی ﷺ کے مخالفین کو موقع دیں تبھی تو کہیں گے جب نماز (جیسی افضل العبادۃ جسے معراج کے لقب سے نوازا گیا ہے۔) میں پگڑی نہیں باندھیں تو پھر نماز کے باہر کیا ضروری ہے۔فلہٰذا نصاریٰ کی طرح ننگے سر رہنا ہی بہتر ہے۔پگڑی باندھنے کی سنّت کی اہمیت ذہنوں سے نہ صرف اُتر جائے گی بلکہ دورِ حاضر کا ماڈرن مسلم اپنی تائید پیش کرے گا جس سے سنّت کو زندہ کرنے کے بجائے اُسکی اہمیت کو سخت دھچکا لگے گا۔

(۴) نبی اکرم ﷺ نے تو نماز کی ادائیگی کے وقت سر ڈھانپنے کی اتنی سخت تاکید فرمائی ہے کہ سر کا درمیانی معمولی حصّہ کھلا رکھنے کو بھی گوارا نہیں چہ جائیکہ سارا سر ننگا ہو چنانچہ حدیث شریف میں اعتجار سے روکا گیا ہے اور اعتجار کی تفسیر میں صاحب بحرالرائق ،ص ۲۵،ج ۲ میں لکھتے ہیں: "وھوان یکون عمامۃ ویترک وسط راسہ کشوفاً کھیئۃ الا شرار "

وہ یہ کہ عمامہ باندھ کر سر کا درمیانہ حصّہ شرارتیوں کی طرح کھلا رکھا جائے۔

(۵) نماز میں جس عمل کے ساتھ کسی غیر مذہب والے کے ساتھ تشابہ لازم آتا ہو اس عمل سے بچنے کے لئے شدید تاکیدیں واقع ہوتی ہیں مثلاً نماز میں منہ اور ناک بند رکھنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس طرح سے مجوسیوں سے مشابہت ہوتی ہے کیونکہ وہ آگ سے پرستش کرتے وقت اُس کے دھوئیں سے بچنے کے لئے منہ اور ناک بند رکھتے تھے اب ہمیں اس فعل سے روکا گیا ہے اسی طرح کمر میں کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔اسی طرح امام کا طاق میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ اس میں اہلِ کتاب سے تشابہ ہوتا ہے۔جب اہلِ اسلام کو غیر مسلموں کے شعار کے تشابہ سے روکا گیا ہے تو کیا سر سے ننگا ہونا نصاریٰ کا شعار نہیں ہے۔افضل العبادۃ میں سر سے ننگے رہنے میں کیوں نصاریٰ کو خوش کرتے ہو اور رسول پاک ﷺ کو ناراض؟

(۶) جس عمل میں عوام اُنگلیاں اٹھائیں اپنے ٹھٹھہ و مذاق کے لئے نشانہ بنائیں اور وہ فعل باعثِ شہرت ہو تو وہ مکروہ ہے چنانچہ "مجمع البحار وغیرہ" میں ہے کہ " الخروج عن عادۃ البلد شھرۃ مکروہ " اور تمام بلادِ حرمین میں جس کے ہر عمل کو غیر مقلدین واجب العمل سمجھتے ہیں خواہ وہ غلط ہو یا صحیح سر پر کپڑا رکھ کر نمازیں ہوتی ہیں اب غیر مقلدین نے اس کو شعار بنایا ہے جس سے نماز کی کراہت میں کسی قسم کا شک ہی نہیں۔

ازالۂ وہم ﴾ فقہائے کرام نے ننگے سر نماز کی تین قسمیں لکھی ہیں۔(۱) بہ نیتِ استخفاف واستحقار یعنی دل میں خیال ہو

کہ نماز کوئی ایسی حالت تو نہیں جس میں سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھیں اس لحاظ سے سر ننگا نماز پڑھنا کفر ہوگا۔ (اوّل) اگر یہ عمل عام ہوگیا تو نماز میں ننگے سر رہنا استحقار استخفاف کا پایا جانا دور نہیں۔ (۲) سُستی و کاہلی کی وجہ سے سر سے ننگا ہو کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

تبصرۂ اویسی یہ عمل عوام کو پسند ہے کہ سر سے ویسے ہی ننگے رہتے ہیں پھر نماز کے لئے انہیں سر پر کپڑا رکھنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ جیسے گرمیوں میں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ سستی کی وجہ سے قمیص وغیرہ سے نماز پڑھنا انہیں دشوار محسوس ہوتا ہے۔ اس علّت کو غور سے دیکھا جائے تو بات واضح ہے کہ نماز کو ننگے سر پڑھنا عموماً سستی و کاہلی کی وجہ سے ہے۔

(۳) بہ نیت تواضع وانکسار ہو تو جائز ہے جیسے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا جائز ہے لیکن جس جوازی عمل میں فتنہ کا اندیشہ ہو اس سے احتراز (بچنا) واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ننگے سر سے نصاریٰ کی تہذیب وتمدن کو تقویت ملتی ہے۔ پھر عاشق سنّتِ مصطفےٰ ﷺ کب گوارا کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کے مقابلہ میں نصاریٰ انگریز کی تہذیب کو ترجیح دے لیکن عملی طور تو ترجیح دی جارہی ہے اور نہ صرف ترجیح بلکہ اسلامی تہذیب کا مذاق اور انگریزی تہذیب سے پیار بتاتا ہے کہ مسلمان کا دین وایمان خطرہ میں ہے اسی لیے فقیر دین کے رہنماؤں سے اپیل کرتا ہے کہ فی سبیل اللہ دین کی کشتی کے بچانے کی سبیل کیجئے قوم کو انگریزی تہذیب سے ہٹا کر اسلامی تہذیب وتمدن کا خوگر بنایئے۔ رسول اکرم ﷺ کی ہر ادا کا عملی نمونہ اپنے اندر پیدا کر کے اپنے حلقۂ اثر میں ہر سنّت پر سختی سے عمل کرایئے۔ ہم نے اسلاف میں اپنے مشائخ میں حضرت امام اعلیٰ حضرت، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، پیر جماعت علی شاہ، پیر بھر چونڈی شریف، محدث اعظم پاکستان اور دیگر اکابرِ اُمت کا تجربہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ کس طرح عوام کو سنّت پر چلا گئے ہیں اور الحمد اللہ اب بھی بعض پیرانِ عظام اور علماء کرام اسی طریقہ پر کاربند ہیں۔ خدا کرے اسی طرح پیرانِ عظام اور علماء کرام فقیر کی آواز کی طرف توجہ دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ انگریزی تہذیب کا بیڑا غرق ہوگا اور سنّتِ نبوی ﷺ کا بول بالا ہوگا۔

تتمہ

اسلام کے احکام قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس سے ثابت ہوتے ہیں۔ پھر ان کے کئی درجات ہیں۔ جیسے فرض، واجب، سنّتِ مؤکدہ و سنّتِ غیر مؤکدہ اور مستحب۔ چونکہ یہ مسئلہ غیر مقلدوں سے منسلک ہے اسی لئے اُن کی سمجھ کے مطابق عرض کیا جارہا ہے کیونکہ وہ خود کو اہلِ حدیث کہلاتے ہیں اگرچہ صرف نام ہے کام نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوگا۔

قواعد الحدیث احادیثِ مبارکہ کا غور سے مطالعہ کرنے والے کو معلوم ہے کہ بعض امور وہ ہیں جن پر حضور ﷺ

نے مدرومت فرمائی اور وصال کے وقت تک عمل رہا۔ اِسے اصلاح میں سُنّت کہا جاتا ہے۔ ہم اہل سُنّت اِس قسم کی احادیث پر عمل کرتے ہیں اِسی لئے ہم اہل سُنّت کہلاتے ہیں۔

بعض وہ احادیثِ مبارکہ ہیں جو محض اُمت کی سہولت کے لئے کبھی عمل کیا یا اجازت بخشی لیکن دائما عمل نہیں فرمایا اُسے ہم حدیث تو کہہ سکتے ہیں لیکن سنت نہیں چونکہ غیر مقلدین عوام میں انتشار پھیلانے کے درپے ہیں اسی لئے تلاش کر کے وہی احادیث پیش کرتے ہیں جن سے عوام کو خلش ہو اور انتشار پھیلے اس کی مثالیں عرض کر دوں گا تاکہ مسئلہ واضح ہو۔

(۱) نبی پاک ﷺ نے ایک دفعہ اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا، لیکن دائما سواری کے بغیر طواف فرمایا۔

(۲) روزہ کی حالت میں کبھی بعض ازدواج مطہرات کو بوسہ دیا لیکن ہمیشہ نہیں پہلا کام صرف جواز کے لئے تھا ہم اسے حدیث مانتے ہیں لیکن دائما اس پر عمل نہ تھا۔ ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزہ کے ساتھ عمل کرتے ہوں تو وہ شادی شدہ اور کنوارے کہاں جائیں۔ ممکن ہے اُن کی دینی خیر خواہی کے طور پر اُن کے لیے کوئی سبب بنا دیا جاتا ہو یا اُن سے پوچھے ورنہ ایسے کنوارے غیر مقلدین زندگی بھر اس حدیث پر عمل نہ کر سکے۔

(۳) روزے کی حالت میں مباشرت (مردوزن کا دو جسموں کا کپڑے کے حائل ہوئے بغیر ملنا ملانا) احادیث سے کبھی کبھی کر لینا ثابت ہے۔ وہ جواز کے لئے تھا کہ کسی سے اگر ایسے ہو جائے تو روزہ ضائع نہ سمجھا جائے۔ اسے ہم حدیث تو مانیں گے لیکن سُنت نہیں۔ ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزانہ عمل کرتے ہوں تاکہ سُنت سے محروم نہ ہوں۔ یہ اُن کا گھریلو معاملہ ہے۔

(۴) بعض احادیث میں عورتوں کے ختنہ کے متعلق بھی آیا ہے تو اُن کو ہم احادیث برحق کہیں گے لیکن عمل نہیں ہے۔ ممکن ہے ان کے ہاں یہ عمل جاری ہو بلکہ ہونا لازم ہے۔ کیونکہ وہ اہلِ حدیث نہیں۔ نمونہ کے یہ چند مسئلے عرض کیے ہیں ورنہ اس قائدے کا باب وسیع ہے۔

نتیجہ ﴿ اس قائدہ پر عمامہ شریف حضور سرورِ عالم ﷺ کی دائمی سنت ہے۔ نماز، غیر نماز میں آپ سے اس طرح ثابت ہے۔ ہاں جواز کے لئے کبھی ہوا تو وہ سُنت نہ ہوگی اور مسلمان کو سُنتِ رسول ﷺ چاہئے نہ کہ اس کے خلاف۔

قاعدہ ۲ ﴿ احادیثِ مبارکہ کے مراتب و درجات کے لحاظ سے احکام فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ و غیر مؤکدہ و مستحب مرتب ہوئے ہیں۔ بالخصوص فضائل کے متعلق تو کسی محدث و فقیہ کو اختلاف نہیں۔ یہاں تک کہ غیر مقلدین کے سربراہ شاہ

اللہ امرتسری، میاں نذیر احمد دہلوی و داؤد غزنوی وغیرہ وغیرہ بھی قائل ہیں۔

حدیث ضعیف کہنا اِن کا ایسا حربہ ہے کہ عوام کو بہت جلد دوم تردیر پھنسا لیتے ہیں، لیکن کب تک بالآخر یوم الحساب تو قابو آئیں گے۔ پھر یہاں اِن کا رویہ بھی یہی ہے۔ مانا کہ عمامہ کی نماز کے متعلق کچھ روایات ضعیف سہی لیکن حضور سرور عالم ﷺ دائمی طور پر تو عامل رہے۔ پھر اس محبوب سیرت کا انکار کیوں۔

میں نے پہلے عرض کیا غیر مقلدین کا مقصد عوام میں انتشار پھیلانا ہے یہ طویل داستان فقیر کی کتاب "مغتر بے مہار وہابی" میں پڑھ لیں۔ یہاں کے نمونہ کے طور پر عرض کردوں۔

ہمارے اور ان کے بیان سے سب کو یقین ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اور صحابۂ کرام ان کے تابعین وتبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتی العین (یعنی چودھویں صدی تک) عمامہ سے نماز کی ادائیگی ہوتی رہی اور ہورہی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے مرکزی ائمہ نجدی بھی عمامہ نہ سہی لیکن ننگے سر نہیں بلکہ سر ڈھانپ کر ٹوپی، رومال سے نماز ادا کرتے ہیں تو یہ بھی کبھار کی روایت ڈھونڈ کر عوام کو بہکایا گیا کہ ہم حدیث پر عمل کرنے والے ہیں۔ حالانکہ وہ صحیح احادیث جن کے متعلق حضور سرور عالم ﷺ سے فضائل ثابت ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک وہی روایات آپ کی زندگیٔ مبارک کا معمول بہا ہیں ان کے برعکس کی روایات بوجۂ ضرورت تھیں۔ ہمارا دعویٰ تسلیم نہ کریں لیکن یہ انہیں ماننا پڑے گا کہ وہ روایات صحیح ہیں لیکن وہ ان روایات پر عمل نہیں کرتے مثلاً۔

۱۔ حضور نبی پاک ﷺ نے صبح کی نماز اِسفار (روشنی کرنا) فرمایا **اَسْفِرُوْا بالفجر فانه اعظم الا اجرا** (فجر میں اسفار کرو کیونکہ اس میں بہت بڑا اجر وثواب ہے)

۲۔ ظہر موسم گرما کے متعلق فرمایا۔ "**ابردوا بالظهر فان حر الشمس من فيح جهنم**" (ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھو کیونکہ سورج کی گرمی جہنم کی بھاپ ہے۔) غور فرمایئے کہ غیر مقلدین نے بھی ان دونوں اوقات کو معمول نہیں بنایا۔ بلکہ معمول ہے تو صبح کی نماز سخت اندھیرے میں اور ظہر (گرما) زوال ہو یا نہ سخت اور شدید گرمی میں، اگرچہ ان اوقات کے لئے بھی روایات ہیں۔ جن کے لئے ہم (احناف) نے کہا کہ وہ بوقتِ ضرورت تھا اور ہمارے اوقات معمول بنا۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔ اس سے اہل فہم کو سمجھ جانا چاہیئے کہ ان کا مقصد کیا ہے وہی جو ہم نے کہا کہ عوام میں انتشار کیونکہ جب سے ان کے مذہب کی بنیاد رکھی گئی اور گورنمنٹ انگریزی سے رجسٹرڈ ہوئے اس وقت سے وہی کاروائی جاری کی۔ جو عوام میں انتشار پھیلائے۔ اعتبار نہ آئے تو چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

احناف	غیر مقلدین
۱۔کنواں پلیدی کے گرنے سے پلید۔	کنوئیں میں کتنا ہی پلیدیاں ہوں پاک رہتا ہے۔
۲۔قرآن کو بے وضو ہاتھ نہ لگانا۔	قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز۔
۳۔کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرنا۔	کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے میں حرج نہیں۔
۴۔ایسے ہی اس طرف پاؤں نہ پھیلانا۔	کوئی حرج نہیں ایسے پاؤں پھیلانا جائز۔
۵۔نماز میں ہاتھ کانوں تک لے جانا۔	نماز میں ہاتھ کاندھے تک۔
۶۔نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔	نماز میں ہاتھ ناف کے اوپر۔
۷۔مسجد میں جُوتے نہ پہننا۔	مسجد میں جُوتے پہن کر جانا۔
۸۔نماز جُوتے پہن کر نہ پڑھنا۔	جُوتے پہن کر نماز پڑھنا۔
۹۔عمامہ یا ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھنا۔	نماز ننگے سر پڑھنا۔

یہ صرف نمونے کے طور پر کچھ عرض کر دیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ انگریز نے کہا موٹے موٹے مسائل میں اسلام کا الٹ میں کروں گا۔ چھوٹے چھوٹے مسائل میں تم۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غیر مقلدین کے مذہب کو گورنمنٹ نے رجسٹرڈ کیا۔ جیسے کمپنیاں رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ ''تحریر الحیاۃ بعد المماۃ'' اویسی غفرلہٗ

دلائلِ غیر مقلدین ﴾ دس نمبر کے مطابق دس غیر مقلدین کے فتاوٰی کے مجموعہ میں کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مُردہ کی مثال صادق آئی۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ روایات سے جواز ثابت کر سکیں اور بس چنانچہ اُن دس صاحبان نے دلائل سے ننگے سر نماز کا جواز ثابت کیا ہے۔ اُن کی عبارات کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

صحاح ستہ کے علاوہ مسند امام احمد و موطاء، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن شیبہ و نیل الاوطار و سبل السلام شرح بلوغ المرام باب فی الثواب الواحد ملتحفاً بہ۔

(۱) عن ام ھانی التحف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثوب لہ وخالف بین طرفیہ (بخاری شریف)

(۲) عن عمر بن ابی سلمۃ انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد۔

(۳) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان سائلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوۃ فی ثوب واحد فقال رسول اللہ اولکلکم ثوبان۔ (بخاری شریف)

(۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیہ شئی کذا عن سلمۃ بن الاکوع وفی الحدیث عن واند بن محمد وطلق وغیرہ من کثیر الصحابۃ و ائمۃ المسلمین وفی الحدیث ادلۃ کثیرۃ لا تحصی ومن انکر فعلیہ ان یاتیی بدلیل واضح الا فلا یسلم قول من قول لا یجوز الصلوۃ من لا یضع الثیاب علی رأسہ فی الصلوۃ وکذا فی البیہقی وفی کتب المتداولۃ تحفۃ الاحوذی وشرح البخاری یعنی فتح الباری ادلۃ کثیرۃ اما جابر بن عبد اللہ فی قمیص واحد ثم قال ھکذا رأیت رسول اللہ ﷺ فی قمیص واحد البیہقی فی باب الصلوۃ فی الثوب الواحد۔

ومسند امام احمد، ص ۱۰۳، باب جواز الصلوۃ فی الثوب الواحد قال ابو حنیفہ عن الزبیر عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ ﷺ صلی فی ثوب واحد متوشحا بہ فقال بعض القوم لابی الزبیر عن المکتوبۃ قال المکتوبۃ وغیر المکتوبۃ۔ مسند امام احمد۔ ھذا کفایۃ لمن لہ درایۃ

غیر مقلدین نے ننگے سر نماز کے جواز میں اپنے مولویوں کے فتاوی شائع کیے ہیں۔ فقیر نے ان فتاوی سے یہ دلائل نقل کیے ہیں۔ س م

ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھی اور پڑھائی ہے۔

(بخوف طوالت ان روایات کا ترجمہ و مطلب ترک کر دیا ہے) ایک اور صاحب نے وہی روایات مع طریق استدلال کہا۔

یہ مسئلہ حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ مشکوۃ شریف، باب الستر میں پہلی حدیث میں عمر بن سلمہ فرماتے ہیں۔ رأیت رسول اللہ ﷺ یصلی فی ثوب واحد مشتملا بہ بیت اُم سلمۃ واضعا طرفیہ علی عاتقیہ (متفق علیہ)

اس حدیث شریف سے رسول اللہ ﷺ کا ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

دوسری حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ لا یصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیہ منہ (متفق علیہ)

اس حدیث میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی بشرطیکہ کندھے ننگے نہ ہوں۔ ننگے سر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا۔ تیسری حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

سمعت رسول اللہ ﷺ من صلّٰی فی ثوب واحد فلیخالف بین طرفیہ (رواہ البخاری)

اس حدیث میں ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔

چوتھی حدیث عمر بن ابی سلمۃ بن اکوع کی ہے۔

قال قلت یا رسول اللہ ﷺ انی رجل اصید افا صلّی فی القمیص الواحد قال نعم وردہ ولو بشمولۃ (ابوداؤد ونسائی)

اس حدیث میں رسول اللہ نے ایک کرتہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے جیسا کہ جابر نے دوسرے کپڑوں کی موجودگی میں ننگے سر نماز پڑھی اور حضرت ابی بن کعب نے فرمایا۔

الصلوۃ فی الثوب الواحد سنۃ کنا نفعل مع رسول اللہ ﷺ ولا یعاب علینا (احمد)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے۔ ہم رسول اللہ کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اور ہم پر کوئی اعتراض نہ کرتا۔ اسی طرح آج بھی اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

آخری اور مضبوط سہارا

حدیثِ ذیل بڑے فخر و ناز سے پیش کرتے ہیں۔

عن محمد بن المنکدر قال صلّی جابر فی ازار قدعقدہ من قبل قفاہ و ثیابہ موضوعۃ علی المشجب فقال لہ قائل تصلی فی ازار واحد فقال انما صنعت ذالک لیرانی احمق مثلک واینا کان لہ ثوبان علی عہد رسول اللہ ﷺ ایضاً عن محمد بن المنکدر قال رایت جابر یصلّی فی ثوب واحد وقال رایت النبی ﷺ یصلّی فی ثوب۔

محمد بن منکدر نے کہا کہ حضرت جابر نے ایک ہی تہبند میں نماز پڑھی اور اپنے کپڑے کھونٹی پر

رکھ دیئے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک ہی تہبند میں نماز کیوں پڑھی ہے۔ حضرت جابر نے جواب دیا اس لئے تاکہ میں تیرے جیسے بے سمجھ کو بتادوں کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے اور نبی اکرم کے عہد میں بہت کم لوگوں کو دو کپڑے میسر آتے تھے۔

دوسری روایت محمد بن منکدر سے یوں ہے کہ میں نے حضرت جابر کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھ کر اس کی وجہ دریافت کی۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی اکرم کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ قال فی النھایۃ والعرض بیان جواز الصلوۃ فی الثوب الواحد ولو کانت الصلوۃ فی الثوبین افضل فکانہ قال صنعتہ عمدا لبیان الجواز

صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ دو کپڑوں میں فضیلت ہے نماز کی۔ اسی لئے حضرت جابر نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی تاکہ جو لوگ بے سمجھ ہیں وہ جان لیں کہ ننگے سر نماز جائز ہے۔

نوٹ﴾ ہم نے غیر مقلدین کا تمام سرمایہ یہاں جمع کر دیا ہے اس کے بعد علم سے اُن کی جھولی خالی ہے۔ اب فقیر کی سُن لیجے۔

جوابات﴾ (۱) تمام روایات جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ اس سے ہم نے کب انکار کیا ہے جیسا کہ خود غیر مقلدین نے امام اہلسنت، شاہ احمد رضا بریلوی کے فتاویٰ نقل کئے اور خود احادیث کے شارحین کی عبارات نقل کیں تو اُنھوں نے جواز کا کہا اور جواز سے سُنت ثابت کرنا یہی جہالت ہے۔ جس کی تا حال غیر مقلدین کو آگاہی نہ ہوئی کہ کوئی کام حضور جواز کے لئے کر دکھلائیں تو وہ سُنت کیسے بن گیا۔ جواز کی چند مثالیں فقیر پہلے عرض کر چکا ہے سُنت مداومت اور عمل کا نام ہے اور گاہے گاہے جواز اور ضرورت کا نام۔ ابھی تمہارے دلائل سے فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ حضور نبی کریم اور صحابہ کرام

و جملہ اہلِ اسلام کا دائمی عمل سر پر عمامہ یا ٹوپی وغیرہ یا ننگا؟

(۲) احادیثِ مُبارکہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ ننگے سر نمازِ نبوی کی ہیئت و کیفیت سے ثابت ہوا تو اب ہمارا سوال ہے کہ جس طرح احادیثِ مُبارکہ نقل کی گئی ہیں۔ اس طرح کی نماز پڑھو تو عامل بالحدیث بنو صرف پگڑی اُتار کر نماز پڑھنے سے بدعتی بن رہے ہو۔ احادیثِ مُبارکہ مذکورہ میں غور کرو اس کی یہ صورتیں ہیں۔ (۱) ایک کپڑا۔ (۲) دو کپڑے (۳) ایک کپڑا پیٹھ کے پیچھے سے گردن میں باندھ دینا جس سے کاندھا بھی ڈھکے ہوں (جیسے بچوں کو بِب پہنایا جاتا ہے) صرف

ننگے سر نماز کا ذکر نہیں۔ تو اب غیر مقلدین پر واجب ہے کہ وہ روزانہ عمامہ اُتارنے کے بجائے صرف ایک ہی چادر پر اکتفاہ کریں۔ جیسے احادیثِ مبارکہ میں ہے اور اس چادر کو بچوں کی طرح کاندھوں پر باندھ کر نماز پڑھیں۔ صرف عمامہ پر غصہ کیوں؟ صرف عمامہ اُتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کی سُنّت کہاں سے نکال لی؟ جواز کے ہم قائل ہیں لیکن صرف ننگے سر نماز پڑھنے کو سُنّت کہنا یہ کس حدیث میں ہے۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت جس میں اُنھوں نے معترض کو احمق کہا اس سے اُن کا ننگے نماز کا استدلال بھی عجیب ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کپڑے سے نماز پڑھ رہے تھے اور بچوں کی طرح گردن میں کپڑا باندھ رکھا تھا تو غیر مقلدین بعینہ اس طرح نماز پڑھیں ہم انکار نہ کریں گے کیونکہ جواز کا باب وسیع تر ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معترض کو احمق کہنا ننگے سر نماز کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اس کی وجہ کچھ اور ہے نہ یہ کہ آپ نے ننگے سر نماز پڑھنے پر معترض کو احمق کہا۔ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کر جاتے تھے۔ اسی اختلاف کو حضور سرورِ عالم ﷺ نے **"اختلاف امتی رحمة"** (میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے) فرمایا ہے اس مسئلہ میں بہت بڑے جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختلاف تھا کہ ایک کپڑے میں نماز ہوتی ہی نہیں اور جواز والی روایات کا وہ حضرات یہ جواب دیتے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے دور میں وسعت نہ تھی اسی لئے جائز تھا لیکن بعد کو نا جائز ہے اُن کے اسماء گرامی ملاحظہ ہوں۔ عینی شرح بخاری، ص ۵۸، جلد ۲، و ص ۶۱، جلد ۲ میں ہے **(التوشح نوع من الا شتمال تجوز الصلوٰة به و الفقهاء مجمعون جواز الصلوٰة فی ثوب واحد و قدروی عن ابن مسعود خلاف ذلك قلت ذهب طاؤس و ابراهیم النخعی واحد فی روایة و عبدالله بن وهب من اصحاب مالك و محمد بن جریرالی ان الصلوٰة فی ثوب واحد مکروهة الخ)** اُن کے ہاں بھی بہت بڑے دلائل ہیں۔ جنھیں امام بدر الدین عینی شارح بخاری نے نقل فرما کر انکار کیا اور اس اختلاف میں بعض روایات حضرت ابن عمر بھی شامل ہیں اور امام مجاہد بھی۔ بلکہ اس مسئلہ پر سیّدنا ابن مسعود و سیّدنا ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مناظرہ ہوا جس کا فیصلہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن کعب کے حق میں فرمایا۔

ملاحظہ ہو عینی شرح بخاری، ص ۴۷، جلد ۴ اور تاریخ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقفین کو خوب معلوم ہے کہ جمہور صحابہ کرام (رضی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جس طرف ہوں۔ حق وہی ہوتا ہے اور یہ بھی ہے۔ پھر جو ادنیٰ اعلیٰ کے سامنے یا تابعی صحابی کے سامنے جمہور کے خلاف مسئلہ پر اعتراض یا طنز کرے یا اسی کو ترجیح دے تو پھر اس کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے جیسے حضرت جابر نے معترض کو فرمایا چنانچہ یہاں بھی ہوا کہ مشکوٰۃ امام المحدثین حضرت علامہ بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ الباری مرقات، ص ۲۸۵، جلد ۱ میں لکھتے ہیں کہ انکرہ انکار ابلیغا کانہ قیل قد صحبت النبی ﷺ وما شعرت بسنۃ فتصل فی ثوب واحد وثیابک موضوعۃ علی المستجب فلذلک زجرہ وسماہ احمق علامہ یہی ہوا کہ حضرت ابن جابر کا معترض کو احمق کہنا جمہور کے مذہب کے خلاف بولنے کی وجہ تھی نہ یہ کہ ننگے سر نماز پڑھنے کے اعتراض کی وجہ سے اور نہ ہی وہاں ننگے سر نماز کی بات تھی۔ یہ غیر مقلدین کا اپنا ڈھکوسلہ ہے۔

خلاصۃ البحث ﴾حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی طرح ہم سب (غیر مقلدین) سمیت یہی کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک کپڑے میں یا دو کپڑوں میں نماز پڑھنا بوجہ ضرورت تھا کہ اس وقت کپڑوں کی قلت تھی یا جواز کے لئے تاکہ اگر کوئی صرف ایک کپڑے سے یا دو سے نماز پڑھ لے تو نماز جائز ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا عارضہ شرعی لاحق نہ ہو اس کے متعلق عرض کر چکا ہوں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی عبارت ملاحظہ ہو۔ او اما الصلوٰۃ النبی ﷺ واصحابہ فی ثوب واحد ففی وقت کان لعدم ثوب آخر وفی وقت کان مع وجودہ لبیان الجواز (از نقلہ الطنی) [1] (ترجمہ اوپر کے مضمون میں آ گیا ہے)

جواز کا سہارا ﴾۱۔ احکام شرعیہ دو قسم کے ہیں "عزیمت و رخصت" مردانِ خدا وہ ہوتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتے اور ڈھیلے ڈھالے سُست و کاہلین جواز کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں بفضلہٖ تعالیٰ اہل سُنّت احکامِ شرعیہ میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور غیر مقلدین رخصت کے پیچھے پڑ کر خود ہی دین سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

۲۔ جس جواز میں غیروں (غیر مسلموں) کو سہارا ملے اور اصل مسئلہ کے ترک کا خطرہ ہو تو اس جواز پر عمل نہ کرنا بھلا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، جواز کا سہارا لے کر آج کی ماڈرن مسلم پینٹ پتلون کی شامت سے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی سُنّت سے محروم، یہاں بھی غیر مقلدین کو یونہی سمجھایا جائے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز اور بیٹھ کر سُنّت۔ اب ننگے سر نماز کی طرح جواز کا سہارا لے کر کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرو اور عوام کی ملامت پر کہہ دیا کرو کہ احادیث میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سُنّت ہے۔ ننگے سر نماز کے اِستدلال اور اس مسئلہ کے اِستدلال میں کوئی فرق نہیں۔ یہ سودا انہیں مہنگا پڑتا

ہے۔ایسے ہی جواز کی صورت کھڑے ہو کر کھانا بھی بیٹھ کر کھانا دائمی سُنّت ہے۔اب غیر مقلدین کو پگڑی اُتارنے کے ساتھ ساتھ کھڑے کھڑے مُوتنا اور کھانا چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

؎ اس کے مزید جوابات فقیر نے شرح بخاری شریف میں عرض کر دیئے ہیں۔اویسی غفرلہٗ

۳۔ہم نے ننگے سر نماز پڑھنے کی تین صورتیں لکھی ہیں۔ان میں ایک مکروہ ہے۔جب سُستی اور کاہلی سے اس کا ارتکاب ہو اور سُستی و کاہلی کا شکار عوام نہیں بلکہ یہ بیماری اب عام ہے کہ بہت بڑے سمجھدار بھی نماز سے جی کتراتے ہیں۔جب نفسِ نماز اُن کی سُستی اور کاہلی کا شکار ہے تو پھر اس کے مُستحبات میں کتنا تکاسل و تکاہل کو دخل ہوگا اور شرع کا قانون بھی ہے اور عقل کا تقاضا بھی کہ بیماری جب وبائی صورت اختیار کرے تو بیمار کو بھرپور ٹیکوں، گولیوں اور دوائیوں کے استعمال کے علاوہ معمولی سے معمولی ضرر رساں عمل سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ انگریز کی پٹی پڑھانے کے بعد ننگے سر رہنا زندگی بسر کرنا اسی (80) فی صد مسلمانوں کا زندگی بسر کرنا عام ہو گیا ہے دین کا درد رکھنے والا تو سُنّتِ نبوی ﷺ کے احیاء (زندہ کرنا) میں جدوجہد کرنا، عمامہ باندھنے، بالخصوص نماز ادا کرنے کی کوشش کرے گا اور دین سے بے بہرہ انگریز کی دی ہوئی گندی عادت میں اضافہ کرے گا۔

از اختیار بدست مختار ہذا آخر مارقم قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ بہاولپور۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز ایمان افروز دوشنبہ شریف۔

علماء کرام اور مشائخ عظام

آپ اور ہم سب کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہر سُنّت کو زندہ رکھنے سے ہمارے اور آپ کے آقا ﷺ کتنا خوش ہوتے ہیں یہ آپ فقیر سے زیادہ جانتے ہیں بالخصوص جب وہ سُنّت مردہ ہو جائے یعنی اس پر عمل کرنے سے علمی، ذہنی، رواجی طور سخت مشکل ہو جیسے آج کل اکثر سُنّتوں کا حال ہے۔مثلاً داڑھی رکھنا حبیب خدا ﷺ کی محبوب سُنّت ہے ایسے ہی عمامہ شریف آپ ﷺ کی دائمی ادا ہے کہ کبھی سفر و حضر میں یہاں تک کہ نیند کے وقت بھی آپ ﷺ کا سر مبارک ننگا نہ ہوا۔

لیکن افسوس ہے کہ داڑھی پر جو پھبتیاں اُڑائی جا رہی ہیں اس سے کوئی بے خبر نہیں بلکہ اب تو بعض پیر صاحبان

(جنہیں اکابر کے صدقے یہ عزت ملی ہے کہ ہزاروں بندگانِ خدا ان کے حلقۂ خدام میں شمولیت کو فخر سمجھتے ہیں) بھی اس محبوب سُنّت کے دشمن بن گئے ہیں۔ بھی بھولے سے سُنّت پر عمل کرنے کا تصور نہیں کرتے بلکہ سچ پوچھیے تو داڑھی کی سُنّت اپنے محبوب چہرے پر دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ ایسے ہی بعض علماء حضرات جنہیں دین کی رکھوالی کے لیے چنا گیا وہ بھی ایسے پیر صاحبان کو سمجھانے کی بجائے انہیں اپنے وعظ اور نجی مجلسوں میں قطبِ وقت اور غوثِ زماں کا لقب دے کر سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ کے عملی دشمن بن رہے ہیں اور بعض بے باک مولوی داڑھی چھوٹی رکھوانے کو اپنا فیشن سمجھتے جا رہے ہیں۔ ایسے ہی پگڑی باندھنے کا حال ہے۔

تو عزیزو! ایسے وقت میں ایسی سُنّتوں کا زندہ کرنے میں سو شہیدوں کا ثواب نصیب ہو جائے تو سستا سودا ہے۔

دعوتِ عام

احبابِ اہلِ اسلام کو دعوتِ عام ہے کہ سُنّتِ مصطفیٰ ﷺ کے احیاء (زندہ کرنے میں) تن من دھن و جان و مال کی قربانی دے کر بلال و صہیب و زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ اہلِ زمانہ کو دکھلیے۔

حرفِ آخر

اس طویل بحث سے میرا مقصد یہی ہے کہ علماء کرام و مشائخ عظام اور عوامِ اہلِ اسلام کو جواز کے چکر میں پھنسنے کے بجائے رسولِ اکرم ﷺ کی ہر سُنّت پر عملی اقدام فرمانا چاہیے بلکہ اپنے حلقۂ احباب کو سختی سے اس پر کاربند بنانا اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھیں تاکہ کل قیامت میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کا قرب نصیب ہو۔

ہذا آخر ما سطرہ قلم الفقیر القادری

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۳ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ